دین کے
تین اہم اصول

تأليف

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب

نظرِ ثانی

مشتاق احمد کریمی

طباعت واشاعت

وزارت اسلامی امور اوقاف ودعوت ارشاد

مملکتِ سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین کے تین اہم اصول

تمہید

قارئینِ کرام:

اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ہم پر درج ذیل چار مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے.

پہلا مسئلہ: حصولِ علم

یعنی اللہ تعالیٰ ، اس کے نبیﷺ اور دین اسلام کی معرفت دلائل کے ساتھ حاصل کرنا.

دوسرا مسئلہ: عمل

حاصل کردہ علم پر عمل پیرا ہونا۔

تیسرا مسئلہ: دعوت

اس (دین اسلام) کی طرف دعوت دینا۔

چوتھا مسئلہ: صبر واستقامت

دعوت دین میں پیش آمدہ مشکلات ومصائب پر صبر واستقامت اختیار کرنا، اور ان مسائل کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ وَالْعَصْرِ☆ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِی خُسْرٍ☆ إِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَا صَوا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوا بِالصَّبْرِ﴾

(سورة العصر)

زمانے کی قسم ، انسان درحقیقت خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس سورہ عصر کے بارے میں ارشاد ہے:

((لَو مَا أَنْزَلَ اللَّهُ حُجَّةً عَلیٰ خَلْقِهِ إِلَّا هَذِهِ السُّورَةَ لَكَفَتْهُمْ))

اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بطور حجت صرف اسی ایک سورت کو نازل فرماتے تو یہ ان کی ہدایت کے لئے کافی ہوتی۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ایک باب کی ابتداء یوں کی ہے:

((بابُ العِلم قَبلَ القَولِ والعَمَلِ لِقَولِ اللَّهِ تَعالیٰ))

قول وعمل سے قبل حصول علم کا بیان، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّااللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ (سورة محمد: ۱۹)

جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے۔

فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قول وعمل سے پہلے علم کا ذکر کیا ہے۔

قارئین کرام:

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ مندرجہ ذیل تین مسائل کا علم حاصل کرنا اوران پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔

پہلا مسئلہ:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، رزق عطا فرمایا اور یوں ہی ہمیں مہمل نہیں چھوڑ بلکہ ہماری طرف اپنا رسول ﷺ بھیجا، جس نے ان کی اطاعت کی وہ جنتی ہو گیا اور جس نے ان کے احکام سے سرتابی وسرکشی کی وہ جہنمی ہوگیا اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّـآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعُونَ رَسُولًا☆ فَعَصىٰ فِرْعُونَ الرَّسُولَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذاً وَّبِيْلًا﴾ (سورة المزمل: ١٥–١٦)

تم لوگوں کے پاس ہم نے اسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طر فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا(پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔

دوسرا مسئلہ:

اللہ تعالیٰ کو یہ بات قطعاً ناگوار ہے کہ اس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی شریک کیا جائے، نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے طرف سے آنے والے نبی کو اور اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَداً﴾ (الجن: ۱۸)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

تیسرا مسئلہ:

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ویکتائی کو بھی تسلیم کیا اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے راہ ورسم اور رشتہ ناطہ رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں خواہ وہ دنیوی رشتہ کے اعتبار سے کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔

اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْماً يُّؤمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَو كَانُوا اٰبَاءَ هُم أَوْ أَبْنَاءَ هُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيْرَتَهُمْ أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوبِهُمُ الْاِيْمَانَ واَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُم جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنهرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلة: ۲۲)

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان (کے قلوب) کو اپنے فیض سے قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، خبردار رہو، اللہ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

قارئین کرام:

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت وفرماں برداری کی طرف آپ کی راہنمائی کرے، یہ بات بھی بخوبی سمجھ لیں کہ حنیفیت وملت ابراہیمی یہ ہے کہ آپ پورے اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں، اسی کام کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے اور اسی غرض کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالِانْسَ اِلَّالِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاريات:٥٦)

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

یعبدون کے معنی یہ ہیں:

''میری وحدانیت ویکتائی کو دل وجان سے قبول کرو،،

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے ان میں سب سے ارفع واعلیٰ چیز'' توحید''، ہے، جو ہر قسم کی عبادات صرف اللہ واحد کے لئے بجا لانے کا دوسرا نام ہے ، اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، ان میں سب بڑا شرک ہے جو غیر اللہ کو اپنی نداء ودعاء میں اس کے ساتھ شامل کرلینے کا دوسرا نام ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوا بِہٖ شَیئاً﴾ (النساء: ۳۶)

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

دین کے تین اہم اصول

اگر آپ سے پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر انسان پر واجب وضروری ہے؟ تو کہہ دیجئے:

۱- بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔

۲- اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔

۳- اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔

پہلا اصول

اللہ تعالیٰ کی معرفت:

اگر آپ سے استفسار کیا جائے کہ آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اللہ ہے جس نے اپنے فضل وکرم سے میری اور تمام جہانوں کی پرورش کی، وہی میرا معبود ہے اس کے سوا میرا دوسرا کوئی معبود نہیں اور اس کی ربوبیت وپروردگاری کی دلیل ارشاد گرامی ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ: ۱)

ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے اور پالنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کے سوا ہر چیز عالم (جہاں) ہے اور میں اس عالَم کا ایک فرد ہوں۔

اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے

پہنچانا؟ تو کہہ دیجئے کہ اس کی آیات (نشانیوں) اورمخلوقات کے ذریعے سے پہنچانا اور اس کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند کا وجود ہے اور اس کی مخلوقات میں سے ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں اور جوکچھ ان سب کے اندر اوران کے مابین ہے۔

اللہ کی نشانیوں کی دلیل، اس کا یہ ارشاد ہے۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُلَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (فصلت: ٣٧)

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اورسورج اور چاند، سورج اورچاند کوسجدہ نہ کرو بلکہ اللہ کوسجدہ کروجس نے انہیں پیدکیا، اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنیوالے ہو۔

اوراس کی مخلوقات کی دلیل اس کا یہ فرمان ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثاً وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنَّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾الاعراف : ٥٤)

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر پر اپنے عرش بریں پر مستوی ہوا جو رات کو دن ڈھانک دیتا ہے اور پھر

دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج، چاند ستارے پیدا کئے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں ، خبردار رہو اسی کا خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک وپروردِگار۔

اور رب کائنات ہی لائق عبادت اور معبود برحق ہے، اس کی دلیل ارشاد الٰہی ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْارَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ☆الَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَآءَ بِنَاءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقاً لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَاداً وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة: ٢١–٢٢)

لوگو، بندگی اختیار کرو اپنے رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ، ان سب کا خالق ہے، عجب نہیں کہ تم (دوزخ سے) بچ جاؤ، وہ تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کی چھت بنائی اور اوپر سے پانی برسایا اور اسکے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا، بس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِ مقابل نہ ٹھہراؤ۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

الْخَالِقُ لِهَذِه الأَشْيَاءِ هُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ (تفسیر ابن کثیر: ۱:۵۷، طبع مصر)

ان تمام مذکورہ اشیاء کا خالق (پیدا کرنے والا) ہی ہر قسم کی عبادت کا صحیح حقدار ہے۔

اقسام عبادت:

اللہ تعالیٰ نے جن انواع واقسام کی عبدت کو بجالانے کا حکم دیا ہے مثلاً اسلام، ایمان، احسان اور ایسے ہی دعا وخوف، امید ورجاء، توکل، رغبت، رہبت (ڈر)، خشوع، خشیت، رجوع، استعانت، استعاذہ (پناہ طلبی)، استغاثہ، ذبح وقربانی اور نذر ومنت اور ان کے علاوہ اور بھی عبادتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس بات کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ١٨)

اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں لہذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

جس کسی نے ان مذکورہ بالا عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو کسی غیر اللہ (فرشتے، ولی، پیر ومرشد) کے لئے کیا وہ مشرک وکافر ہے اور اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُونَ﴾ (المؤمنون:١١٧)

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے بیشک کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔

مذکورہ اقسام کے عبادت ہونے کے دلائل:

دعا کے عبادت ہونے کی دلیل، حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد

گرامی ہے:

((الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادةِ)) ۔ (ترمذی)

دعا عبادت کا مغز (اصل) ہے۔

اورقرآن پاک میں دعا کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان ربانی ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ﴾ (المؤمن: ٦٠)

تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہونگے۔

خوف کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (آل عمران: ١٧٥)

پس تم انسانوں سے نہ ڈرنا مجھ سے ڈرنا اگرتم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔

''امید ورجاء،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوا لِقَآ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًاوَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا﴾ (الكهف: ١١٠)

پس جوکوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اورکو شریک نہ کرے۔

توکل کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْآ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (المائدہ: ۲۳)

اور اللہ پر بھروسہ (توکل) رکھو اگر تم مومن ہو۔

قرآن پاک کے دوسرے ایک مقام پر یوں ارشاد ہے۔

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: ۳)

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

''رغبت ورہبت اور خشوع،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّ رَهَباً وَّ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۹۰)

یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

''خشیت،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ﴾ (البقرة: ۵۰)

تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو:

''انابت ورجوع،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر: ۵۴)

اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اس کے۔

''استعانت،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنَ﴾(الفاتحه: ۵)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

حدیث شریف میں ’’استعانت،، کے عبادت ہونے کے متعلق یہ ارشاد رسالت مآب ﷺ ایک بیّن دلیل ہے:

((وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ))

جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالٰی سے طلب کرو۔

استعاذہ (پناہ طلبی) کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ☆ مَلِكِ النَّاسِ﴾(الناس: ۱ــ۲)

کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ(اللہ) کی۔

’’استغاثہ،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمان ربانی ہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِیْثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾(الانفال: ۹)

(اس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔

’’ذبح وقربانی،، کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾(الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

کہو، میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت (قربانی) میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں اور اس کا مجھے حکم دیا گیا

ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔

اور حدیث پاک میں اسکی دلیل یہ ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے:

((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ))۔ مسلم

جس نے کسی غیر اللہ (نبی، ولی، پیر، پیرومرشد، صاحب مزار) کے تقرب کے لئے جانور ذبح کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

'' نذر،، کے عبادت الٰہی ہونے کی دلیل یہ ارشاد ہے:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوماً كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيْرًا﴾

(الانسان:۷)

(یہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔

دوسرا اصول

دین اسلام کو دلائل کے ساتھ جاننا:

توحید الٰہی کو دل جان سے اپناتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مطیع وسپرد کردینے، اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا تابع فرمان رہنے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ ٹھہرانے کا نام '' دین،، ہے۔

دین کے تین درجات ہیں

۱- اسلام

۲- ایمان

۳- احسان

اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں:

پہلا درجہ

اسلام اور اس کے پانچ ارکان:

ا- اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

۲- نماز قائم کرنا.

۳- زکوٰۃ ادا کرنا.

۴- رمضان المبارک کے روزے رکھنا.

۵- بیت اللہ شریف کا حج کرنا.

دلائل ارکانِ اسلام

شہادتِ توحید:

شہادتِ توحید(اللہ تعالیٰ کے معبود وحدہ لاشریک لہ، ہونے) کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (آل عمران: ١٨)

اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کی سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور (یہی شہادت) سب فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے، وہ انصاف پر قائم ہے، اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی لائق عبادت نہیں۔

شہادت توحید کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں '' لا إلہ،، میں ہر اس چیز کی نفی ہے جس اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جاتی ہے اور '' إلا اللہ،، میں صرف ایک اللہ کے لئے ہر قسم کی عبادت کا اثبات ہے، بالکل اسی طرح جیسا کہ اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں ہے۔

اس شہادت کی تفسیر وتشریح اللہ تعالیٰ ہی کے ان فرامین میں واضح طور پر موجود ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ☆ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ☆ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الزخرف: ٢٦-٢٧-٢٨)

اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا'' تم جن کی بندگی کرتے ہو، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری رہنمائی کرے گا اور ابراہیم یہی کلمہ (عقیدہ) اپنے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں،،

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ٦٤)

آپ فرما دیجئے '' اے اہل کتاب، آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنائے،، اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ نہ موڑیں تو صاف کہہ دیجئے کہ آپ لوگ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں۔

شہادتِ رسالت:

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، کی دلیل ارشاد الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبه: ١٢٨)

دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ خواہشمند ہے، ایمان والوں کے لئے وہ بڑا شفیق اور رحیم ہے۔

حضرت محمد ﷺ کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے، آپ نے جو خبر بھی دی ہے اس کی تصدیق کی جائے، آپ نے جن امور سے روکا اور منع کیا ہے، ان سے قطعی اجتناب کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف مشروع طریقہ ہی سے کی جائے۔

نماز، زکوٰۃ اور تفسیر توحید کی مشترکہ دلیل خالق کائنات کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اُمِرُوٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾(البينه:٥)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح ودرست دین ہے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾(البقرة: ١٨٣)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی.

بیت اللہ شریف کا حج کرنے کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران:۹۷)

لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے.

دوسرا درجہ

ایمان اور اس کے ارکان:

ارشاد نبوی ہے: ایمان کے ستر سے بھی کچھ زیادہ شعبے ہیں،جن میں اعلیٰ ترین درجہ لا اِلٰہ اِلا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کہنا ہے، اور سب سے ادنیٰ درجہ ایمان،راستے سے ایذاء وضرر رساں چیزوں (کانٹے وغیرہ) کو ہٹانا ہے.

((وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيْمَانِ)).

اور شرم وحیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (مسلم).

ایمان کے چھ ارکان ہیں:

۱- اللہ پر ایمان لانا.

۲- اس کے فرشتوں پر ایمان لانا.

۳- اس کی کتابوں پر ایمان لانا.

۴- اس کے رسولوں پر ایمان لانا.

۵- روز قیامت پر ایمان لانا.

٦- اچھی وبری تقدیر پر ایمان لانا.

دلائل ارکانِ ایمان

ایمان کے ان چھ ارکان میں سے پہلے پانچ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاٰ خِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾

(البقرہ: ۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یوم آخرت پر اور ملائکہ (فرشتوں) پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان ویقین رکھے۔

اور چھٹے رکن ''تقدیر خیر وشر،، یا اچھی وبری تقدیر کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:٤٩)

ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

تیسرا درجہ

احسان:

احسان کا ایک ہی رکن ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت (اس خشوع وخضوع اور انابت ورجوع سے) کریں کہ گویا آپ اسے بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس

مقام کونہیں پا سکتے کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم یہ عالم ضرور ہی ہونا چاہئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔

دلائل احسان

احسان کے قرآنی دلائل یہ آیات مبارکہ ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوا وَّهُمْ مُحْسِنُونَ﴾(النحل:۱۲۸)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جوتقویٰ سے کام لیتے ہیں اور جو ''عبادتوں کو،، اچھی طرح کرتے ہیں۔

دیگر فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ☆ الَّذِیْ يَرٰكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ☆ وَتَقَلُّبَكَ فِیْ السّٰجِدِيْنَ☆ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(الشعراء: ۲۱۷-۲۲۰)

اور اس زبردست اور رحیم پر توکل رکھئے جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ اٹھتے ہیں اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کی نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے، وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مزید ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا تَكُونُ فِیْ شَاْنٍ وَمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَلَا تَعْلَمُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا اِذْ تُفِيْضُونَ فِيْهِ﴾(يونس:٦١)

اے نبی ﷺ آپ جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے کچھ بھی

سناتے ہوں اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

اور دین کے ان تین درجات پر سنت سے دلیل نبی اکرم ﷺ کی یہ مشہور حدیث ہے جو حدیث جبرائیل علیہ السلام کے نام سے معروف ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِیَ الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدالنَّبِيِّ ﷺ إِذْ طَلَعَ علَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ ، لَا يُرَى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ،وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ ، فَجَلَسَ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰی فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ، اَخْبِرْنِی عَنِ الاِسْلَامِ ، فَقَالَ: اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ، وَ تُقِيْمَ لصَّلَاةَ ،وَتُؤْتِیَ الزَّكَاةَ ، وَتَصُومَ رَمْضَانَ ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا . قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْاَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ . قَالَ: اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْإِيْمَانِ ، قَالَ: اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَومِ الآخِرِ وَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ . قَالَ: اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ ، قَالَ: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ . قَالَ : اَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ . قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِهَا، قَالَ: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِی الْبُنْيَانِ قَالَ: فَمَضَی فَلَبِثْنَا مَلِيّاً.

قَالَ: يَا عُمَرُ اَتَدْرُونَ مَنِ السَّائِلُ ؟ قُلْنَا : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ ، قَالَ: هَذا جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ))۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک ایسا آدمی ہماری مجلس میں وارد ہو جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کر کے آنے کی کوئی علامت (گرد وغبار اور پر گندگی) نہ تھی اور ہم میں کوئی اس کو جانتا نہیں تھا، وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے آپ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر دو زانو ہو کر باادب طریقہ سے بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے محمد ﷺ مجھے بتایئے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں ، اور یہ کہ آپ نماز قائم کریں ، زکوٰۃ ادا کریں، رمضان المبارک کے روزے رکھیں ، اور اگر زاد راہ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کریں، اس نو وارد نے کہا آپ ﷺ نے سچ فرمایا، ہم اس کی بات پر متعجب ہوئے کہ پہلے تو آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے پھر خود ہی تصدیق بھی کر رہا ہے، اس کے بعد اس نے کہا مجھے بتایئے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ خ اس کے فرشتوں خاس کی کتابوں، اس کے رسولوں ، روز قیامت اور تقدیر خیر وشر پر مکمل ایمان رکھیں، تب اس نے کہا مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا احسان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس خشوع وخضوع اور انابت ورجوع سے کریں کہ گویا

آپ اسے بچشم خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس رتبہ بلند کو نہیں پا سکتے تو کم از کم یہ عالم تو ضرور ہی ہونا چاہئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے،تو اس نے کہا مجھے آپ ﷺ یہ بتائیں کہ قیامت کب آنے والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ وقوع قیامت کے بارے میں سوال کرنے سے زیادہ نہیں جانتا، تو اس نے کہا علامات قیامت ہی بتا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی اور آپ دیکھیں گے کہ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چراتے پھرنے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اتنی باتیں کرنے اور سن لینے کے بعد وہ نو وارد تو چلا گیا مگر ہم تھوڑی دیر تک سراسیمہ وخاموش بیٹھے رہے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ نو وارد کون تھا؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے بتایا کہ یہ جبرائیل امین تھے جو ایک اجنبی کی شکل میں تمہیں امور دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔ (متفق علیہ).

تیسرا اصول

رسول اللہ ﷺ کی معرفت:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے، بنی ہاشم قبیلہ قریش سے اور قریش عرب سے اور عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما وعلی نبینا افضل الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں.

آپ ﷺ نے جملہ تریسٹھ برس عمر شریف پائی جن میں سے چالیس برس بعثت ونبوت سے پہلے اور تیئیس سال بحیثیت نبی ورسول گزارے. آپ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔

آپ ﷺ کونزول ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِى خَلَقَ﴾ (العلق: ۱) کے ساتھ شرف نبوت حاصل ہوئی اورنزول ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ☆ قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ (المدثر:۱–۲) کے ساتھ بار رسالت سے مشرف ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شرک سے ڈرانے اورتوحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا، اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرْ☆ قُمْ فَاَنْذِرْ ☆وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ☆وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ☆وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ☆وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ☆وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ (المدثر:۱–۲)

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اُٹھو، اور خبر دار کرو، اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو خ اور اپنے کپڑے پاک رکھو، اورگندگی سے دور رہو، اور احسان نہ

کروزیادہ حاصل کرنے کے لئے، اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔

شرح مفردات:

﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾

آپ ﷺ ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی طرف دعوت دیں۔

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾

توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کریں۔

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾

اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾

الرجز کا معنی اصنام (بت) اور فاھجر (ان سے ہجرت کر) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ ان سے دور رہے ہیں اسی طرح ان کے بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہیں اور ان اصنام اور ان کے سرستار مشرکوں سے بیزاری وبراءت کا اظہار کریں۔

آپ ﷺ نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صرف کئے اور لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے، دس سال کے بعد آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر (معراج) کرائی گئی اور آپ ﷺ پر پنجگانہ نماز فرض کی گئی، آپ ﷺ تین سال تک مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرتے رہے، اس کے بعد آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم مل گیا اور بلد شرک سے بلد اسلام کی طرف منتقل ہو جانے کا نام ہجرت

ہے اور یہ بلد شرک سے بلد اسلام کی طرف ہجرت اور نقل مکانی کرنا اس امت محمدیہ پر فرض ہے اور یہ فریضہ قیامت تک باقی ہے، اس بات کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا☆اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَايَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ٩٧–٩٨)

جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ،ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے، فرشتوں نے کہا ، کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے، ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کردے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔

دیگر ارشاد برای تعالیٰ ہے:

﴿يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِىْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّاىَ فَاعْبُدُوْنِ﴾ (العنكبوت:٥٦)

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی

بجا لاؤ۔

امام بغوی رحمۃ اللہ نے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا ہے:

’’یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ شریف میں رہ گئے اور جنہوں نے ہجرت نہ کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کے نام سے ندادی اور پکارا ہے،،

حدیث سے ہجرت کی دلیل رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَـنْـقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التوبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التوبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))

جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا تب تک ہجرت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا جب کہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع (روز قیامت) جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم خوب جمالئے تو آپ ﷺ کو بقیہ احکام وشرائع اسلام مثلاً زکوٰۃ، روزہ، حج، اذان، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا اور ان امور پر آپ ﷺ نے دس برس گزارے تب آپ ﷺ نے وفات پائی مگر آپ ﷺ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔

دین اسلام اور شریعت محمدیہ کا خلاصہ

آپ ﷺ کا دین (مختصر مگر جامع ومانع خلاصہ) یہ ہے: بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ آپ ﷺ نے امت کو اس کی اطلاع نہ کی ہو اور برائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ جس سے امت کو متنبہ نہ کیا ہو۔

جس بھلائی کی طرف آپ ﷺ نے راہنمائی فرمائی ہے، وہ توحید باری تعالیٰ اور ہر وہ کام جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جو اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے اور جس برائی سے آپ ﷺ نے روکا اور متنبہ کیا وہ شرک اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے. اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت (تمام لوگوں) کی طرف مبعوث کیا اور ہر دوعالم جن وانس پرآپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری فرض قرار دی ہے، اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَآاَيُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعاً﴾

(الاعراف: ۱۵۸)

(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے اے انسانو! میں تم سب (انسانوں) کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دین اسلام کی تکمیل کی (دین ودنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تشنگی اور کمی باقی نہیں چھوڑی) جس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿اَلْيَومَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

الْاِسْلَامَ دِيْناً﴾(المائده: ۳)

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

آپ ﷺ کے اس دنیا سے وفات پا جانے کی دلیل قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّکَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ☆ ثُمَّ يَومَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ (الزمر: ۳۰–۳۱)

اے نبی ﷺ آپ کو بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

تمام لوگ مرنے کے بعد (روز محشر جزا وسزا کے لئے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے، جس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ (طه: ۵۵)

اس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے.

اور یہ ارشاد ربانی بھی بعث بعد الموت کی دلیل قاطع ہے:

﴿ وَ اللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتاً☆ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجاً﴾(نوح: ۱۷–۱۸)

اور اللہ نے تم کو زمین سے خاص طور سے پیدا کیا پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور (قیامت کے روز پھر اسی زمین سے) تم کو یکا یک نکال کھڑا کرے گا۔

دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے حساب وکتاب لیا جائے گا اور ان کی اعمال (حسنہ وسیئہ) کے مطابق انہیں جزاوسزا دی جائے گی ، جس کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُ وابِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوا بِالْحُسْنىٰ﴾(النجم:٣١)

اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنھوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔

جس نے (بعث بعد الموت) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کیا وہ کافر ہوگیا جس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اَنْ لَّنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلىٰ وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾(التغاوبن:٧)

کافروں نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے، ان سے کہو نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کے

لئے بہت آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو (نعیم جنت کی) بشارت دینے اور (عذاب جہنم) سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تھا، جس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (النساء:١٦٥)۔

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کردینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

رسولوں میں سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) ہونے کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿اِنَّـــا اَوْحَيْـنَــــآ اِلَيْكَ كَمَــآ اَوْحَيْـنَــآ اِلٰى نُـوحٍ وَالـنَّبِيّـن مِـنْ بَعْدِهٖ﴾ (النساء : ١٦٣).

اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کی طرف وحی بھیجی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔

ہر امت کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک رسول بھیجے ہیں جو اپنے امتیوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دیتے اور ’’طاغوت،، کی عبادت سے منع کرتے چلے آئے ہیں، جس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی

ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطّٰغُوتَ﴾(النحل:٣٦)

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کردیا کہ ’’اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جن وانس) پر طاغوت کا انکار وکفر اور اللہ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے، امام ابن قیم رحمہ اللہ ’’طاغوت،، کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جس کسی بھی باطل معبود (جس غیر اللہ کی عبادت کی جائے) یا متبوع (جس کی ایسے امور میں اتباع کی جائے جن میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو) یا مطاع (جس کی اطاعت امور حلت وحرمت میں اس طرح کی جائے کہ جس میں فرامین الٰہی کی مخالفت ہو) کی وجہ سے بندہ اپنی حدود بندگی (خالص عبادت الٰہی) سے تجاوز کر جائے وہی چیز ’’طاغوت،، ہے اور طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے سربرآوردہ پانچ ہیں:

۱- ابلیس لعین.

۲-ایسا شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضامند ہو۔

۳- جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو.

۴- جو شخص علم غیب جاننے کا دعوی کرتا ہو.

۵- جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے.

اور اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطّٰغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقىٰ لَاانْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلَيْمٌ﴾ (البقرة: ٢٥٦)

دین کے معاملہ میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے ، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں

ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یہی لا اِلہ اِلا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کا صحیح مفہوم و معنی ہے۔

حدیث پاک میں رسالت ماب ﷺ کا ارشاد ہے:

((رَاْسُ الْاَمْرِ الِاسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) (طبرانی کبیر، صححه السيوطى فى جامع صغير وحسنه المناوى فى شرحه) والله اعلم۔

اس دین کی اصل چیز’’ اسلام،، ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اسکا اعلیٰ ترین مرتبہ ومقام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔